اقراء

سورہ نمبر 96

تنزیلی نمبر 01

آیات 19

پارہ 30

مکی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورہ علق

فضیلت سورہ علق:

📖 جوشخص اس سورہ کی تلاوت دن میں کرے گا اور اس دن فوت ہوجائے، یا رات کو اس کی تلاوت کرے اور فوت ہوجائے تو وہ شہید مرے گا اور اللہ اُسے شہیدوں میں محشور کرے گا اور اُسے پیغمبر اسلامﷺ کے ہمراہ شمشیر بکف ہوکر لڑنے والے مجاہد کے برابر ثواب عطا کیا جائے گا۔ (نورالثقلین)

1۔ ٱقۡرَأۡ بِٱسۡمِ رَبِّكَ ٱلَّذِی خَلَقَ ١

پڑھ اپنے رب کے نام کے ساتھ جس نے خلق کیا۔

(اظھر)

(الرحمن، 55:3–4)

خَلَقَ الْإِنسَانَ ۝ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ

"اس نے انسان کو پیدا کیا، اسے بیان کرنا سکھایا۔"

(النحل، 16:78)

وَاللَّهُ أَخْرَجَكُم مِّن بُطُونِ أُمَّهَاتِكُمْ لَا تَعْلَمُونَ شَيْئًا ۙ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ ۙ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ

"اور اللہ نے تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹوں سے نکالا جبکہ تم کچھ نہیں جانتے تھے، اور اس نے تمہیں کان، آنکھیں اور دل دیے تاکہ تم شکر کرو۔"

(الأعراف، 7:179)

وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ ۖ لَهُمْ قُلُوبٌ لَّا يَفْقَهُونَ بِهَا وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُونَ بِهَا وَلَهُمْ آذَانٌ لَّا يَسْمَعُونَ بِهَا ۚ أُولَٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ

"ہم نے بہت سے جن و انسان دوزخ کے لیے پیدا کیے ہیں، ان کے دل ہیں جن سے وہ سمجھتے نہیں، آنکھیں ہیں جن سے وہ دیکھتے نہیں، کان ہیں جن سے وہ سنتے نہیں، یہ چوپایوں جیسے ہیں بلکہ ان سے بھی بدتر، یہی لوگ غافل ہیں۔"

2۔ خَلَقَ ٱلْإِنسَٰنَ مِنْ عَلَقٍ ٢

خلق کیا انسان کو علق سے۔

(اظھر)

خَلَقَ الْاِنْسَانَۙ ٣ (رحمٰن، 55:3)

هُوَ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ يُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ ثُمَّ لِتَكُوْنُوْا شُيُوْخًا ۚ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى مِنْ قَبْلُ وَلِتَبْلُغُوْٓا اَجَلًا مُّسَمًّى وَّلَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ٦٧ (غافر، 40:67)

(وہی ہے جس نے تم کو مٹی سے پیداکیا،، پھر نطفہ سے، پھر خون کے لوتھڑے سے، پھر وہ تم کو بچے کی شکل میں نکالتا ہے، پھر وہ تم کو بڑھاتا ہے تاکہ تم اپنی پوری طاقت کو پہنچو، پھر تاکہ تم بوڑھے ہوجاؤ، اور تم میں سے کوئی پہلے ہی مرجاتا ہےاور تاکہ تم مقرر وقت تک پہنچ جاؤ اور تاکہ تم سوچو)

(المؤمنون، 23:12–14)

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ مِن سُلَالَةٍ مِّن طِينٍ ﴿١٢﴾ ثُمَّ جَعَلْنَاهُ نُطْفَةً فِي قَرَارٍ مَّكِينٍ ﴿١٣﴾ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً...

"اور یقیناً ہم نے انسان کو مٹی کے خلاصے سے پیدا کیا۔ پھر اسے نطفہ بنا کر ایک محفوظ ٹھکانے (رحم) میں رکھا۔ پھر نطفہ کو علقہ (لوتھڑا/خون کا جما ہوا قطرہ) بنایا..."

(الحج، 22:5)

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِن كُنتُمْ فِي رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَإِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن تُرَابٍ ثُمَّ مِن نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ...

"اے لوگو! اگر تمہیں دوبارہ اٹھائے جانے میں شک ہے، تو (یاد رکھو کہ) ہم نے تمہیں مٹی سے، پھر نطفے سے، پھر علقہ (خون کی بستہ حالت) سے پیدا کیا..."

(الإنسان، 76:2)

إِنَّا خَلَقْنَا الْإِنسَانَ مِن نُّطْفَةٍ أَمْشَاجٍ نَّبْتَلِيهِ...

"بیشک ہم نے انسان کو ملے جلے نطفے سے پیدا کیا تاکہ ہم اسے آزمائیں..."

(القيامة، 75:37–38)

أَلَمْ يَكُ نُطْفَةً مِّن مَّنِيٍّ يُمْنَىٰ ﴿٣٧﴾ ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوَّىٰ

"کیا وہ (انسان) نطفہ نہ تھا جو منی سے نکلا؟ پھر وہ علقہ (خون کی بستہ شکل) بناء پھر اسے پیدا کیا اور درست بنایا۔"

📖 مِنْ عَلَقٍ: انسان کی خلقت کے ایک مرحلے کا ذکر ہے۔ قرآن مختلف آیات میں ان تمام مرحلوں کا ذکر کرتا ہے۔ مٹی سے، پانی سے، نطفہ سے اور علقہ سے اور ایک آیت میں بیشتر مرحلوں کا ذکر ہے۔ ملاحظہ ہو سورہ حج آیت ۵ (تفسیر کوثر)

📖 اَلْعَلَقُ ۔ ابن فارس نے کہا ہے کہ اس کے بنیادی معنی کسی بلند چیز کے ساتھ کسی چیز کو باندھنا یا وابستہ کر دینا ہیں۔ اَ لْعَلَقُ اس لکڑی کو کہتے ہیں جس پر کنویں کی چرخی لگی ہوتی ہے۔ یا چرخی مع اپنے ضروری سامان کے۔ اَ لْعَلَقُ ۔ خون (خواہ کسی قسم کا ہو)۔ یا تیز سرخ یا گاڑھا یا جما ہوا خون جو ابھی خشک نہ ہوا ہو بلکہ لوتھڑے کی قسم کا ہو۔ نیز جونک جو خون چوس لیتی ہے۔ نیز وہ مٹی جو ہاتھ سے چمٹ جائے۔ اَ لْمِعْلَاقُ ۔ ہر وہ چیز جس کے ساتھ کسی چیز کو لٹکایا جائے۔ مثلاً ڈول کے دونوں کنارے جن میں رسیاں بندھی ہوتی ہیں انہیں اَ لْمِعْلَاقَانِ کہتے ہیں۔ (لغات القرآن)

3۔ ٱقْرَأْ وَرَبُّكَ ٱلْأَكْرَمُ ٣

پڑھ، اور تیرا رب بڑا کریم ہے۔

(اظھر)

اَلرَّحۡمٰنُ ۙ ۱ (رحمٰن، 55:1)

اس سورہ کی شروع کی آیات، سورہ رحمٰن کی شروع کی آیات سے میچ کرتی۔

📖 دوبارہ اقرا کی تاکید ہے۔ اس سے پڑھنے کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔
(تفسیر کوثر)

📼 اگر پہلا "اقْرَأْ "علم حاصل کرنے کا حکم تھا، تو دوسرا "اقْرَأْ "اللہ کے کرم پر اعتماد کرنے کا اشارہ ہے۔

یہاں یہ واضح ہو رہا ہے کہ:

◀انسانی علم، اگر رب کی اکرمیت سے نہ جُڑا ہو، تو وہ غرور کا ذریعہ بن جاتا ہے

◀لیکن اگر وہ اللہ کی عظمت و رحمت کو سمجھے، تو وہ علم عبدیت میں ڈھلتا ہے۔

4۔ ٱلَّذِى عَلَّمَ بِٱلْقَلَمِ ٤

جس نے سکھایا قلم سے۔

(اظھر)

(رحمٰن، 55:4)
عَلَّمَهُ الْبَيَانَ

(القلم، 68:1)
نٓ ۚ وَٱلْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُونَ

ن، قسم ہے قلم کی اور اس چیز کی جو وہ لکھتے ہیں۔

(الأنعام، 6:7)
وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتَابًا فِي قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوهُ بِأَيْدِيهِمْ لَقَالَ ٱلَّذِينَ كَفَرُوٓاْ إِنْ هَـٰذَآ إِلَّا سِحْرٌ مُّبِينٌ
"اور اگر ہم ان پر کوئی کتاب کاغذوں پر لکھی ہوئی بھی اتارتے، پھر وہ اسے اپنے ہاتھوں سے چھو بھی لیتے، تو یہ کافر ضرور کہتے: یہ تو کھلا جادو ہے"!

(العبس، 80:11–16)
كَلَّآ إِنَّهَا تَذْكِرَةٌ ۝ فَمَن شَآءَ ذَكَرَهُ ۝ فِي صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ ۝ مَّرْفُوعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ ۝ بِأَيْدِي سَفَرَةٍ ۝ كِرَامٍ بَرَرَةٍ
"ہرگز نہیں، یقیناً یہ (قرآن) نصیحت ہے۔ پس جو چاہے یاد رکھے۔ یہ عزت والے صحیفوں میں (ہے)، بلند مرتبہ، پاکیزہ، فرشتوں کے ہاتھوں میں، معزز اور نیک (فرشتے)۔"

- 🕮 معلوم ہوا کہ اس عظیم رسالت کا عنوان قرائت و کتابت ہے۔ یعنی پڑھنا لکھنا، انسان کی تعلیم، ترقی اور تہذیب و تمدن میں ایک عظیم انقلاب کی بنیاد ہے۔ (تفسیر کوثر)

- 🕮 قَلْمٌ ۔کسی چیز کو چھیل کر اور درست کر کے ہموار کر دینا۔ (ابن فارس)۔ اَ لْقَلَمُ۔ قلم جس سے لکھا جاتا ہے۔

صاحب محیط نے لکھاہے کہ قَلَمٌ کو قلم صرف اس وقت کہتے ہیں جب اسے تراش کر لکھنے کے قابل بنالیا جائے، ورنہ اس سے پہلے کلک کو یَرَاعَةٌ یا قَصِبَةٌ کہتے ہیں**(محیط)۔ یہ الفاظ خود اس پر شاہد ہیں کہ اُس زمانہ میں عربوں میں لکھنے کا رواج تھا۔ خود قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے تاکید کی ہے کہ عام لین دین کا معاملہ کرو تو اسے لکھ لیا کرو۔[2:282]۔

سورہ العلق کی اس آیت پر غور کیجئے جس میں کہا گیا ہے کہ الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ [96:4] "اللہ وہ ہے جس نے قلم کے ذریعے انسان کو سکھایا". اس میں ایک تو تحریری علم کی اہمیت واضح ہے۔ دوسرے یہ کہ خدا، انسان کو براہ راست قلم سے لکھنا نہیں سکھاتا۔ اس لیے اس آیت (اور اس قسم کی دیگر آیات) سے مطلب یہ ہوتا ہے کہ خدا نے انسان کے اندر اس طرح علم حاصل کرنے کی صلاحیت رکھ دی ہے۔ اس نقطہ کو پیش نظر رکھنے سے قرآن کریم کے بہت سے مقامات واضح ہو جائیں گے۔ (لغات القرآن)

🕮 خلقت کے بعد سب سے بڑی اللہ کی نعمت علم کو قرار دیا گیا ہے اور اس کے تحفظ اور ارتقا کا جو سب سے بڑا ذریعہ یعنی قلم ہے، اس کی افادت کو انسان کے ذہن نشین کیا۔ (تفسیر فصل الخطاب)

🕮 خلق کے بعد خدا کی سب سے بڑی نعمت علم ہے اور اس کا ذریعہ اور وسیلہ قلم ہے۔۔ (تفسیر فیضان الرحمٰن)

◄ عَلَّمَ بِٱلْقَلَمِ" علم کی وہ صنف ہے جو تحریری ذریعہ سے منتقل ہوتی ہے۔

◄یہ اشارہ ہے کہ تحریر، علم کا تحفظ، اور اس کی ترسیل کا ذریعہ ہے۔

◄قلم کو ذکر کرنا قرآن میں عقلی و تمدنی شعور کی بنیاد ہے، کیونکہ تحریر نے ہی انسان کو نسل در نسل علم عطا کیا۔

📰 ⚖️ اگر پہلے "اقْرَأْ" میں زبانی و قلبی علم پر زور تھا، تو یہاں "بِٱلْقَلَمِ" کے ذریعے تحریری و محفوظ علم کی عظمت واضح کی گئی ہے۔

⇦ قلم کا ذکر یہ بھی واضح کرتا ہے کہ:
اسلام فقط وحی کا دین نہیں، بلکہ قلم، دلیل، اور سچائی کو محفوظ رکھنے کا نظام بھی ہے۔

آگ و زبان

✎ سائنس کے مطابق، پرانے زمانے میں – پتھر کا انسان جہاں بھی گیا، اپنے ساتھ دو چیزیں ضرور لے کرگیا، ایک :زبان (language) دوسری: آگ (fire).

✎ قلم کے ذریعے انسان اپنے علم اور افکار کو قلم بند کرتا ہے ، اور اس طرح آگے آنے ولی نسلوں تک افکار منتقل کرتا رہا ہے ۔ اور آنے والی نسلیں پہلے والوں کا علم لے کر بات کو آگے بڑھاتی ہیں، اس طرح نسل در نسل علم منتقل کرتے ہوئے، اور اس میں اصلاح/improvement لاتے ہوئے، ہم آج اس دور تک پہنچ پائے۔ کہ اسی طرح انسان عروج کی سیڑھیاں طے کرتا ہے کہ پچھلوں کے علوم کے لیا جائے اور پھر قدم آگے بڑھایا جائے۔

✎ قلم کی شکل و ہئیت وقت بدلنے سے بدل سکتی ہے، کہ پہلے کسی سخت چیز سے پتھروں پر کھرید کر لکھا جاتا تھا، پھر پرندوں کے کھنب

استعمال ہونے لگے، اور چلتے چلتے پھر قلم کی کئی شکلیں وجود میں آئیں۔ اور آج کے دور میں یہ قلم - کیبورڈ/ keyboard کی شکل اختیار کر گیا، پر بات بہرحال وہی ہے۔

📖 **چنانچہ قلم ہی کی وجہ سے گزشتگان کے تجربات آنے والی نسلوں کو منتقل ہوتے رہے اور ان سے علم آگے بڑھا۔ اس طرح کتابت کی وجہ سے تہذیبیں وجود میں آئیں۔ تمدن کا وجود بھی قلم کے مرہون منت ہے۔ قلم سے بڑھ کر تعلیم کا ذریعہ کوئی نہیں ہے۔ نزول قرآن کے وقت قلم کی اس اہمیت کا لوگوں کو اندازہ نہیں تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے ابتدائی وحی میں اپنے آخری رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قلم کی اہمیت بیان کی اور عَلَّمَ بِالقَلَمِ فرما کر قلم کو ذریعہ تعلیم قرار دیا۔**

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث ہے:

قیدوا العلم قیل و ما تقییدہ قال کتابتہ۔ (منیۃ المرید: ۲۶۷)

علم کو بند کرو۔ عرض کیا گیا کیسے بند کریں؟ فرمایا کتابت سے۔

دوسری روایت میں ہے:

قیدوا العلم بالکتابۃ۔ (بحار ۵۸: ۱۲۴)

علم کو کتابت کے ذریعے محفوظ کرو۔

مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں سورۃ ن آیت نمبر۱۔

لیکن افسوس کا مقام ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت کے بعد ایک سو سال تک حدیث کی کتابت پر پابندی عائد رہی جس کی وجہ سے علم کے بہت بڑے ذخیرے سے امت محروم رہی. (تفسیر کوثر)

📖 **"سب سے پہلی wonderful چیز جو انسان نے سیکھی، وہ بولنا تھی، کہ اس سے وہ دوسرے جانوروں سے کہیں آگے نکل گیا۔ پھر بولتے بولتے اس نے لکھنا شروع کر دیا۔ پھر لکھتے لکھتے چھاپے خانے (The Printing Revolution)، پھر اور leap-step آگے نکل گیا۔**

انسان کی نالیج کی 3 مرحلے ہیں۔ 1۔ بولنا سیکھا۔ 2۔ لکھنا سیکھا، 3۔ چھاپنا سیکھا۔ (حافظ احمد یار، آڈیو187، ٹائیم 35:00)

5۔ عَلَّمَ ٱلْإِنسَـٰنَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۝

سکھایا انسان کو جو وہ نہیں جانتا تھا۔ (اظہر)

(البقرة، 2:31)
وَعَلَّمَ آدَمَ ٱلْأَسْمَآءَ كُلَّهَا...
"اور (اللہ نے) آدم کو تمام چیزوں کے نام سکھائے..."
◀ انسان کی تعلیم کا آغاز الٰہی براہِ راست علم سے ہوا۔

(النحل، 16:78)
وَٱللَّهُ أَخْرَجَكُم مِّنۢ بُطُونِ أُمَّهَـٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُونَ شَيْـًٔا...
"اور اللہ نے تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹوں سے نکالا، اس حال میں کہ تم کچھ نہ جانتے تھے..."
◀ انسان کا آغاز جہالت سے ہوتا ہے، علم عطا کیا جاتا ہے۔

(طه، 20:114)

...وَقُل رَّبِّ زِدْنِي عِلْمًا
"...اور کہو: اے میرے رب! میرے علم میں اضافہ فرما۔"
◀ علم عطا کرنے والا صرف اللہ ہے، انسان ہمیشہ طالبِ علم رہے۔

(الزمر، 39:9)
قُلْ هَلْ يَسْتَوِى ٱلَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَٱلَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ...
"کہو: کیا برابر ہو سکتے ہیں وہ جو جانتے ہیں اور وہ جو نہیں جانتے؟"
◀ سیکھا ہوا انسان اور جاہل برابر نہیں۔

(الکہف، 18:65–66)
فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ ءَاتَيْنَٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِندِنَا وَعَلَّمْنَٰهُ مِن لَّدُنَّا عِلْمًا ۝ قَالَ لَهُۥ مُوسَىٰ هَلْ أَتَّبِعُكَ عَلَىٰٓ أَن تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا
"تو انہوں نے ہمارے بندوں میں سے ایک بندہ پایا، جسے ہم نے اپنی طرف سے رحمت عطا کی، اور اسے اپنے پاس سے علم سکھایا۔ موسیٰ نے کہا: کیا میں آپ کے ساتھ چلوں تاکہ آپ مجھے بھی سکھائیں اس ہدایت میں سے جو آپ کو سکھائی گئی ہے؟"
◀ علم صرف کتابی نہیں، بلکہ الٰہی الہام اور ہدایت بھی ایک اعلیٰ درجہ کا علم ہے۔

قصہ آدم اور قلم سے علم

؟ یہاں پر ایک چھوٹا سا سوال پیدا ہوتا، آدمؑ بھی انسان تھے، بلکہ کہنے پر پہلے انسان تھے، تو کیا حضرت آدمؑ بھی ان آیات کا مصداق بنتے ہیں؟ اور کہا جا ساکتا کہ اللہ نے ان کو جو کچھ سکھایا، قلم سے سکھایا؟ جبکہ ان کے قصہ میں ایسی کوئی بات خصوصاً آتی نہیں؟

سورہ بقرہ میں آدم کے قصہ میں آتا ہے:

وَعَلَّمَ ءَادَمَ ٱلْأَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى ٱلْمَلَٰٓئِكَةِ فَقَالَ أَنۢبِـُٔونِى بِأَسْمَآءِ هَٰٓؤُلَآءِ إِن كُنتُمْ صَٰدِقِينَ ٣١

اور اللہ نے سکھا دیے آدم کو تمام کے تمام نام پھر ان (تمام اشیاء) کو پیش کیا فرشتوں کے سامنے اور فرمایا کہ بتاؤ مجھے ان چیزوں کے نام اگر تم سچے ہو.

قَالُواْ سُبْحَٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَآ ۖ إِنَّكَ أَنتَ ٱلْعَلِيمُ ٱلْحَكِيمُ ٣٢

انہوں نے کہا (پروردگار !) نقص سے پاک تو آپ ہی کی ذات ہے ہمیں کوئی علم حاصل نہیں سوائے اس کے جو آپ نے ہمیں سکھادیا ہے. یقیناً آپ ہی ہیں جو سب کچھ جاننے والے کامل حکمت والے ہیں.

قَالَ يَٰٓـَٔادَمُ أَنۢبِئْهُم بِأَسْمَآئِهِمْ ۖ فَلَمَّآ أَنۢبَأَهُم بِأَسْمَآئِهِمْ قَالَ أَلَمْ أَقُل لَّكُمْ إِنِّىٓ أَعْلَمُ غَيْبَ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ وَأَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا كُنتُمْ تَكْتُمُونَ ٣٣

اللہ نے فرمایا کہ اے آدم ان کو بتاؤ ان چیزوں کے نام ! تو جب اس نے بتا دیے ان کو ان سب کے نام تو (اللہ نے) فرمایا : کیا میں نے تم سے کہا نہ تھا کہ میں جانتا ہوں آسمانوں اور زمین کی تمام چھپی ہوئی چیزوں کو اور میں جانتا ہوں جو کچھ تم ظاہر کر رہے تھے اور جو کچھ تم چھپا رہے تھے.

- اس قصہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو کچھ اسماء سکھائے، پر قلم کا ذکر نہیں آیا۔ کیا حضرت آدمؑ نے سب چیزوں کے اسماء قلم کے بغیر سیکھے تھے؟ اگر ہاں تو پھر اس سورہ علق میں اللہ پاک کا کہنا ہم نے انسان کو قلم سے سکھایا، سے کونسے انسان مراد ہیں؟

کیا جس انسان نے قلم سے سیکھا ، کچھ اور ہیں؟ اور حضرت آدمؑ ان سے مستثنیٰ ہوکر الگ ٹھرے؟ جنہوں نے ڈاریکٹ (بغیر قلم کے) سیکھ لیا؟

- یہاں پر ایک مفروضہ جنم لیتا، اور یہ مفروضہ کوئی نیا نہیں ہے، بلکہ پرانہ ہی ہے، پر اس مفروضے کو یہاں اس بات سے تقویت ملتی: کہ جب اللہ نے آدم کو تخلیق کیا تو وہ very first absolute person کرہ ارض/planet earth پر نہیں تھے! بلکہ لوگ تو لاکھوں سالوں سے زمیں پر evolutionary prospect میں پنپ رہے تھے۔ پر حضرت آدمؑ اس evolutionary process سے ہٹ کر زمین پر اترے، تو اس مناسبت سے وہ very first human ضرور تھے، (یعنی یہ حضرت آدم و حوا آسمان سے اترے تھے، جبکہ زمین پر پہلے سے انسان موجود تھے) پر شاید یہ کہہ سکتے کہ وہ ابھی اپنے انسانی عروج پر نہیں پہنچے تھے (یعنی "انسان" کہلانے کے لائق نہیں تھے)۔ پھر حضرت آدمؑ نے انکو کھیتی باڑی سکھائی، آگ جلانا سکھایا، چوپایا مال کو سدھانا سکھایا، اور خانہ بدوشی کے زندگی سے حضروالی زندگی سکھائی، عمارتیں بنانا

سکھائی، اور کپڑے پہننا اور بنانا سکھائے وغیرہ وغیرہ ۔ (یعنی وہ سب علوم اُن کو دیاجس کا اشارہ سورہ بقرہ میں ہوا ہے)۔ اور اس طرح انکو انسانی عروج دیا، اور انسان کہلانے کے لائق بنایا، اور اس لائق بھی کہ ان سے اب توحید کی بات کی جا سکے... اور ان علومات میں سے اکثر چیزیں سائنس کے اعتبار سے بھی آج تک ایک mystery/ایک معمہ ہیں، کہ یہ سب انسان نے اچانک کیسے کر لیا؟ انسان جولاکھوں سالوں سے جو جنگلی/خانہ بدوش اور غاروں میں چھپے بیٹھا تھا، اچانک لگ بھگ 10000 سال پہلے یہ سب کچھ کیسے کرلیا؟ کہ غاروں سے نکل کر pyramids بنانےلگ گیا، اور آگ جلانا سیکھ لی(جس سے ہر جانور آج تک دور بھاگتا ہے)، اور اسی آگ سے اپنا کھانا پکا کر کھانے لگا، جس سے اسکے جسم اور خصوصاً دماغ کی بہتر نشونماہونے لگی۔

- ✎ یہاں پر روک کر ایک بات گوش گزار کی جائے کہ بائیبل کی ایک پرانی کتاب،Book of Enoch /حنوخ کی کتاب، جس کو بعد میں بائیبل سے خارج کر دیا گیا، پھر اس کے کچھ اوراق Dead Sea Scrolls سے دوبارہ دریافت ہوئے۔ ہنوخ یعنی ادریس علیہ السلام سے منسوب یہ کتاب ہے، اس کتاب میں لکھا ہے کہ جب انسان گناہوں کی طرف مائل ہونے لگا، تو کچھ فرشتوں نے اللہ تعالٰی سے گذارش کی کہ ہمیں زمین پر جانے کی اجازت دی جائے، تاکہ ہم انسانوں کو کچھ سکھا سکیں۔ اللہ نے اجازت دی اور پھر انہوں نے انسان کو ان سب علومات کی تعلیم دی، کہ آگ

کیسے جلائی جائے، کھیتی باڑی کیسے کی جائے، ہتھیار کیسے بنائیں جائیں۔ وغیرہ۔ ان فرشتوں کو Fallen Angels کا نام دیا گیا۔

✎ بہرحال، اسلامی روایات کے مطابق، حضرت ادریس علیہ السلام وہ پہلے شخص تھے، جنہوں نے قلم کا استعمال سکھایا۔

- لکھائی، حساب، اور نجوم (Astronomy/Astrology) جیسے علوم انہی سے منسوب کیے جاتے ہیں۔
- یہی وجہ ہے کہ انہیں بعض اقوال میں" پہلا معلمِ انسانیت "بھی کہا جاتا ہے
- حدیث و روایات کے مطابق، آپ وہ پہلے شخص تھے جنہوں نے کپڑے سینے (Tailoring) کا فن سکھایا۔
- آپ سے پہلے لوگ درختوں کے پتے یا جانوروں کی کھالیں پہنتے تھے۔
- بعض مؤرخین کے مطابق، آپ نے علمِ فلکیات (Astronomy)، ریاضی، اور طب کی بنیاد رکھی۔
- قمری مہینوں کی گنتی کا علم بھی انہی سے منسوب ہے۔

✎ یہ مفروضہ اگر درست ہے (کہ حضرت آدمؑ استثنائی پہلو سے بغیر قلم سے سیکھ کرآئے، جبکہ دنیا میں بسنے والے پہلے سے لوگ غاروں میں اور پتھر کی تختیوں پر "قلم" سے نشانات بنا کر اپنے علم کو آگے منتقل کرتے آئے) تو انسان کو قلم سے سکھانے والی بات درست بن

جاتی، سائنسی تحقیق کو رد بھی نہیں کرنا پڑتا، اور مذہب بھی اپنی جگہ درست رہتا۔ اور سب سے بڑی بات آدم کی اولاد کی شادیوں کا معمہ بھی حل ہوجاتا۔ (یعنی بہن بھائی کی آپس میں نہیں ہوئی تھی، بلکہ دنیا میں پہلے سے بسنے والے لوگوں کی اولاد کے ساتھ ہوئی ہوگی، پہلی نسل / فرسٹ جینیریشن میں ان کے ساتھ ہونے کے بعد دوسری نسل/ سیکنڈ جینیریشن میں کزنس کے ساتھ تو ویسے بھی ہوسکتی)، اور امام جعفر صادق علیہ السلام کی اس حدیث کو بھی تقویت ملتی جو کتاب خصال کے آخر میں درج ہے:

اللہ عزوجل نے دس لاکھ جہاں خلق کیے اور دس لاکھ آدم:

📖 " میرے والد رضی اللہ عنہ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سعد ابن عبد اللہ نےہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن عیسیٰ نے حسن ابن محبوب کے ذریعے ہم سے روایت بیان کی، اس نے عَمروابن شمر سے، اس نے جابر ابن یزید سے نقل کیا کہ میں نے امام باقرؑ سے اللہ عزوجل کے اس قول افعینا بالخلق الاول بل هم فی لبس من خلق جدید۔ کیا ہم پہلی مرتبہ کے پیدا کرنےتھک گئے ہیں؟یہ اور بات ہے کہ وہ پہلی ہی مرتبہ کی پیدائش کے بارے میں شک میں ہیں۔ (سورہ ق- آیت 15) کے متعلق سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا: اے جابر، اس کی تاویل یہ ہے کہ اللہ عزوجل اس خلقت اور اس عالَم کو فنا کردےگا اور جنتی لوگوں کو جنت میں اورجہنمیوں کو جہنم میں سکونت فراہم کردےگا تو اللہ عزوجل

اس کے علاوہ دوسرے عالَم کو نئے سرے سے بنائےگا (ایک نسخہ میں ہے ایجاد کرےگا) اور بغیر کسی نر و مادہ کے ایک مخلوق کو نئے سرے سے بنائے گا جو اس کی عبادت کرے گی اور اس کی وحدانیت کو بیان کرےگی۔ نیز وہ اس مخلوق کے لئے اس زمین سے ہٹ کر ایک دوسری زمین خلق کرےگا جو اُن کا بار اُٹھائے گی اور اس آسمان کے علاوہ کوئی دوسرا آسمان خلق کرےگا جو ان پر سایہ فگن ہوگا۔

شاید تم یہ سمجھتے ہو کہ اللہ عزوجل نے صرف اسی ایک جہاں کو خلق کیا ہے اور تم یہ (بھی)سمجھتے ہو کہ اللہ عزوجل نے تم لوگوں کے علاوہ دوسرے کوئی بندے پیدا نہیں کیے۔

ہاں، بخدا اللہ تبارک و تعالیٰ نے دس لاکھ جہاں خلق کیے اور دس لاکھ آدم (بھی) کہ تم ان میں کے آخری جہاں میں اور آخری آدمیوں میں سے ہو۔ (خصال، باب23، حدیث 20)

6۔ كَلَّآ إِنَّ ٱلْإِنسَـٰنَ لَيَطْغَىٰٓ ٦

ہرگز نہیں! انسان تو یقیناً سر کشی کرتا ہے۔

(بلاغ القرآن)

(یونس، 10:12)

وَإِذَا مَسَّ ٱلْإِنسَـٰنَ ٱلضُّرُّ دَعَانَا لِجَنۢبِهِۦٓ أَوْ قَاعِدًا أَوْ قَآئِمًا فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهُۥ مَرَّ كَأَن لَّمْ يَدْعُنَآ إِلَىٰ ضُرٍّ مَّسَّهُۥ ۚ كَذَٰلِكَ زُيِّنَ لِلْمُسْرِفِينَ مَا كَانُوا۟ يَعْمَلُونَ

"اور جب انسان کو تکلیف پہنچتی ہے تو وہ ہمیں پہلو کے بل، بیٹھ کر یا کھڑے ہو کر پکارتا ہے، پھر جب ہم اس کی تکلیف دور کر دیتے ہیں، تو یوں چل دیتا ہے جیسے کبھی کسی تکلیف کے لیے اس نے ہمیں پکارا ہی نہ ہو۔"

7۔ أَن رَّءَاهُ ٱسْتَغْنَىٰٓ ٧

کہ خود کو مستغنی سمجھتا ہے۔

(اسرار)

۞ اِنَّ قَارُوۡنَ كَانَ مِنۡ قَوۡمِ مُوۡسٰى فَبَغٰى عَلَيۡهِمۡ‌ وَاٰتَيۡنٰهُ مِنَ الۡكُنُوۡزِ مَاۤ اِنَّ مَفَاتِحَهٗ لَتَـنُوۡٓاُ بِالۡعُصۡبَةِ اُولِى الۡقُوَّةِ اِذۡ قَالَ لَهٗ قَوۡمُهٗ لَا تَفۡرَحۡ‌ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الۡفَرِحِيۡنَ‏ ٧٦ (قصص، 28:86)

یقیناً قارون موسیٰؑ کی قوم ہی سے تھا لیکن اس نے ان کے خلاف سرکشی کی اور اس کو ہم نے اتنے خزانے دے رکھے تھے کہ ان کی چابیاں ایک طاقتور جماعت مشکل سے اٹھا سکتی تھی جب اس سے کہا اس کی قوم کے لوگوں نے کہ اتراؤ مت یقیناً اللہ اترانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

(القصص، 28:83)

تِلْكَ ٱلدَّارُ ٱلْـَٔاخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِى ٱلْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا ۚ وَٱلْعَـٰقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ

"یہ آخرت کا گھر ہم ان لوگوں کے لیے مقرر کرتے ہیں جو زمین میں بڑائی اور فساد نہیں چاہتے، اور انجام متقین ہی کا ہوگا۔"

◀ بے نیازی دراصل خود کو بڑا، آزاد اور اختیار والا سمجھنے کا نام ہے، جو انسان کو عاجزی سے دور لے جاتا ہے۔

(الهمزه، 104:2–3)

ٱلَّذِى جَمَعَ مَالًا وَعَدَّدَهُۥ، يَحْسَبُ أَنَّ مَالَهُۥٓ أَخْلَدَهُۥ

"جو مال جمع کرتا ہے اور گنتا رہتا ہے، وہ سمجھتا ہے کہ اس کا مال اسے ہمیشہ زندہ رکھے گا۔"

◀ یہی استغناء (بے نیازی کا وہم) ہے، جو انسان کو باطل اعتماد میں مبتلا کرتا ہے۔

یہ ایک وہ حقیقت ہے جس کی بنا پر مولا علی علیہ السلام نے کہا طاقت و دولت ملنے سے انسان بدل نہیں جاتا بلکہ اُس کی اصل سامنے آجاتی ہے۔ ... اور زیادہ تر لوگ ایسے ہی ہیں کہ جب وہ مستغنی ہوجاتے تو سرکش ہوجاتے ہیں۔ سوائے ان لوگوں کہ جو قرآن کی یہ آیات پڑھتے ہیں، اس پر غور کرتے، اور جب اللہ تعالیٰ انہیں مستغنی کر دیتا تو صدقات کرتے، نیکی کے کاموں میں حصہ لیتے، اور عاجزی و انکساری کا مظاہرہ کرتے ۔

وَابتَغِ فِيمَآ اٰتٰىكَ اللّٰهُ الدَّارَ الاٰخِرَةَ وَلَا تَنسَ نَصِيبَكَ مِنَ الدُّنيَا وَاَحسِن كَمَآ اَحسَنَ اللّٰهُ اِلَيكَ وَلَا تَبغِ الفَسَادَ فِى الاَرضِ ۚ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ المُفسِدِينَ ٧٧ (قصص، 28:77)

جو مال اللہ نے تجھے دیا ہے اس سے آخرت کا گھر بنانے کی فکر کر اور دنیا میں بھی اپنا حصہ فراموش نہ کر۔ احسان کر ، جس طرح اللہ نے تیرے ساتھ احسان کیا ہے ، اور زمین میں فساد برپا کرنے کی کوشش نہ کر ، اللہ مفسدوں کو پسند نہیں کرتا۔

یہاں "رَّءَاهُ" کا مطلب ہے :جب وہ خود کو دیکھتا ہے، یا اپنے آپ کو محسوس کرتا ہے۔ یہ داخلی تصور کو ظاہر کرتا ہے: انسان اپنی نظر میں خود کو بے نیاز سمجھتا ہے، جبکہ حقیقت میں وہ بے بس اور محتاج ہے۔

8- إِنَّ إِلَىٰ رَبِّكَ ٱلرُّجْعَىٰٓ ٨

یقینا تجھے اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

(اسرار)

(البقرة، 2:156)

ٱلَّذِينَ إِذَآ أَصَٰبَتْهُم مُّصِيبَةٌ قَالُوٓاْ إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّآ إِلَيْهِ رَٰجِعُونَ

"وہ لوگ جب انہیں کوئی مصیبت پہنچے تو کہتے ہیں: ہم اللہ ہی کے ہیں اور یقیناً ہمیں اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔"

◀ اللہ کی طرف واپسی، انسانی زندگی کی بنیادی حقیقت ہے۔

القیامۃ، 75:12)
إِلَىٰ رَبِّكَ يَوْمَئِذٍ ٱلْمُسْتَقَرُّ
"اُس دن تیرے رب ہی کے پاس ٹھکانہ ہوگا۔"
◀ واپسی کا سفر ہر انسان کے لیے یقینی اور طے شدہ ہے۔

(لقمان، 31:15)
...وَٱتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ ۚ ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ
"...اور اس کی راہ چل جس نے میری طرف رجوع کیا۔ پھر تمہاری واپسی میری طرف ہی ہے، پھر میں تمہیں تمہارے اعمال سے آگاہ کروں گا۔"
◀ اللہ کی طرف واپسی جوابدہی اور حساب کی بنیاد ہے۔

✎ چاہے بندہ کتنی کی شیخی بازی کیوں نہ کرلے، لوٹ کر تو اُسی کے پاس جانا ہے! اور جو لوگ کافر ہیں، جن کو اپنے رب سے ملاقات کی امید نہیں، تو جانا تو ان کو بھی ہے... پھر ایک وقت آئے گا کہ کافر لوگ آرزو کریں گے کہ کاش وہ مسلمان ہوتے۔

رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَو كَانُوا مُسلِمِينَ ٢ (حجر)

📖 یہ سرکش، بے ضمیر انسان اس بات کو بھی بھول جاتا ہے کہ اس نے اپنے رب کی بارگاہ میں اس مال و دولت کا حساب دینا ہے.مروی ہے حضرت علی علیہ السلام سے عرض کیا گیا: ہمیں مختصر لفظوں میں کوئی نصیحت فرمائیں تو آپ نے فرمایا:

الدُّنْيَا حِلَالُهَا حِسَابٌ وَ حَرَامُهَا عِقَابٌ.... (الکافی۲: ۴۵۹)

دنیا کے حلال میں حساب اور حرام میں عقاب ہے۔ (تفسیر کوثر)

📖 گویا انسان کو راہ راست پر رکھنے کا جو موثر ترین علاج ہے وہ ہے عقیدئہ آخرت پر پختہ یقین۔ یعنی یہ یقین کہ ایک دن اسے اللہ تعالیٰ کی عدالت میں پیش ہو کر اپنے ایک ایک عمل کا حساب دینا ہے اور وہ عدالت بھی ایسی ہے جہاں ذرّہ برابر بھی کوئی چیز چھپائی نہیں جاسکے گی : { فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ - وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ۔ } گویا یہ عقیدئہ آخرت پر پختہ یقین اور قیامت کے دن کی پیشی کا خوف ہی ہے جو انسان کے اندر خود احتسابی کا احساس اجاگر کرتا ہے۔ یہی یقین اور خوف اسے خلوت و جلوت میں‘ اندھیرے اجالے میں اور ہر جگہ‘ ہر حال میں غلط روی اور ظلم وتعدی کے ارتکاب سے باز رکھتا ہے۔ ورنہ انسان کی سرشت ایسی ہے کہ جس مفاد تک اس کا ہاتھ پہنچتا ہو اسے سمیٹنے کے لیے وہ حلال و حرام اور جائز و ناجائز کی حدود کی پروا نہیں کرتا۔ (اسرار احمد/بیان القرآن)

📰 ⚖️ آیت کا خوبصورت منطقی ربط قابل غور ہے:

- ← پہلے علم (آیت 1–5)
- ← پھر طغیان (آیت 6)
- ← پھر طغیان کی وجہ (استغناء – آیت 7)
- ← اور اب اس کا علاج (اللہ کی طرف واپسی کا یقین – آیت 8)

9۔ أَرَءَيْتَ ٱلَّذِى يَنْهَىٰ ٩

کیا تم نے دیکھا اس شخص کو جو روکتا ہے۔

(اسرار احمد)

(ھود، 11:19)

ٱلَّذِينَ يَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ ٱللَّهِ وَيَبْغُونَهَا عِوَجًا...

"وہ لوگ جو اللہ کے راستے سے روکتے ہیں اور اس میں کجی تلاش کرتے ہیں..."

◀اللہ کے راستے سے روکنا منکرین کا عمومی رویہ ہے۔

(البقرة، 2:114)

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّن مَّنَعَ مَسَـٰجِدَ ٱللَّهِ أَن يُذْكَرَ فِيهَا ٱسْمُهُۥ وَسَعَىٰ فِى خَرَابِهَا...

"اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو اللہ کی مساجد میں اللہ کا نام لینے سے منع کرے اور ان کی ویرانی کے درپے ہو۔"

◀ یہاں اللہ کی عبادت سے روکنے والوں کو شدید ترین ظالم قرار دیا گیا ہے۔

(القلم، 68:8–10)

فَلَا تُطِعِ ٱلْمُكَذِّبِينَ ۝ وَدُّوا۟ لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُونَ ۝ وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِينٍ

"لہٰذا جھٹلانے والوں کی بات نہ مانو۔ وہ چاہتے ہیں کہ تم نرمی دکھاؤ تو وہ بھی نرمی دکھائیں۔ اور نہ مانو ہر قسمیں کھانے والے ذلیل شخص کی۔"

◀ قرآن عبادت اور اطاعت سے روکنے والے افراد کی نفسیات واضح کر رہا ہے۔

10۔ عَبْدًا إِذَا صَلَّىٰٓ ١٠

بندے کو جب وہ نماز پڑھتا ہے۔

(اسرار احمد)

(الماعون، 107:4–5)

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ ۝ ٱلَّذِينَ هُمْ عَن صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ

"پس بڑی ہلاکت ہے اُن نمازیوں کے لیے جو اپنی نمازوں سے غافل ہیں۔"

(الفتح، 48:25)

هُمُ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ وَصَدُّوكُمْ عَنِ ٱلْمَسْجِدِ ٱلْحَرَامِ...

"یہی وہ لوگ ہیں جنھوں نے کفر کیا اور تمہیں مسجد حرام سے روکا..."

◀ عبادت اور نماز سے روکنے کا رویہ مشرکینِ مکہ میں مستقل موجود رہا ہے۔

(آل عمران، 3:99)

قُلْ يَـٰٓأَهْلَ ٱلْكِتَـٰبِ لِمَ تَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ ٱللَّهِ مَنْ ءَامَنَ...

"کہہ دو: اے اہلِ کتاب! تم اللہ کی راہ سے ایمان لانے والوں کو کیوں روکتے ہو؟"

◀ یہاں خاص طور پر رسول اللہ ﷺ کی جانب اشارہ کیا گیا ہے، جن کو ابوجہل نے نماز ادا کرنے سے روکا۔ لیکن وسیع معنوں میں ہر وہ شخص اس آیت کا مخاطب ہے جو عبادت کرنے والوں کو تنگ کرتا ہے یا رکاوٹ ڈالتا ہے۔

◀ نماز سے روکنا دراصل فطرت کے خلاف جنگ ہے کیونکہ عبادت انسان کی بنیادی فطری ضرورت ہے۔

🕮 یہ اشارہ ہے ابوجہل کی ان جسارت آمیز حرکات کی طرف جو وہ حضور ﷺ کو نماز سے روکنے کے لیے کیا کرتا تھا۔ مثلاً ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ خانہ کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے۔ ابوجہل نے آپ ﷺ کو دیکھا تو اونٹ کی اوجھڑی منگوا کر عین سجدے کی حالت میں آپ ﷺ کی پشت مبارک پر رکھوا دی۔ حضرت فاطمہ رض ابھی بچی تھیں' ان کو پتا چلا تو آپ رض گھر سے بھاگم بھاگ حرم میں پہنچیں اور اپنے ننھے ننھے ہاتھوں سے اس غلاظت کو آپ ﷺ کے اوپر سے ہٹایا۔ (اسرار احمد)

✎ بیبی فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی ولادت کی تاریخ سنی شیعہ میں disputed ہے۔

اہل سنت کے نزدیک ان کی ولادت 605 CE میں ہوئی۔ یعنی بعثت سے 5 سال قبل۔

اس حساب سے اس سورہ کی شروع کی پانچ آیات تو پہل آیات ہوسکتی ہیں، پر بعد کی آیات غالبا کچھ بعد کے دور میں نازل ہوئی. یعنی اگر بعثت کے ایک سال یا دو سال بعد نازل ہوئی تو اس طرح بیبی فاطمہؑ کی عمر 6-7 سال بن سکتی ہیں. یعنی اس حساب سے مندرجہ بالا شانِ نزول درست ہوسکتا ہے.

پر اس مناسبت سے شادی کے وقت ان کی عمر 18 سال بنتی ہے جو کہ اُس وقت تناظرے کافی میں غیر معمولی ہے. (وکیپیڈیا)

(جب کہ اب تک عربوں میں کم عمر میں شادی کروانے کا دستور پایا جاتا. 15 سال سے زیادہ عمر کی لڑکی شادی کے حساب سے overage بن جاتی.)

اہل تشیع کے نزدیک ان کی ولادت 612 سے 615 CE میں ہوئی. یعنی بعثت کے 2 سے 5 سال بعد. اس حساب سے یہ شانِ نزول پورا نہیں اترتا، اس لیے شیعہ مفسرین نے اس واقعہ کا (عموماً) ذکر نہیں کیا.

✎ دوسری جانب: بیبی فاطمہ کی وفات تو کنفرم ہے کہ 632 میں ہوئی، نبی اکرمﷺ کی رحلت کے 6 ماہ بعد ہوئی. اور شادی ہجرت کے بعد شاید 1 ہجری 623/622 میں ہوئی.

اب اگر سنی تاریخ 605 اٹھائیں تو شادی کے وقت ان کی عمر 17/18 سال، اور وفات کے وقت ان کی عمر 27 سال بنتی.

اور شیعہ تاریخ کم سے کم 612 والی اٹھائیں تو شادی کے وقت ان کی عمر 10/9 سال، اور وفات کے وقت ان کی عمر 20 سال بنتی ہے۔

- **اور معراج کے واقعے میں (جس کو سورہ اسراء کی پہلی آیت کے ضمن میں تفسیر نورالثقلین سے نقل کیا ہے)، ایک روایت آتی ہے کہ بیبی کی ولادت کا نطفہ معراج پر نبی اکرمﷺ کے کھجور تناول کرنے سے وجود میں آیا۔**

اگر یہ درست ہے تو پھر (سورہ نجم والی) معراج نبی اکرمﷺ کی بعثت کے بعد جلد ہی ہوئی، اور اس طرح بیبی کی ولادت بھی بعثت کے دوسرے یا تیسرے سال ... ہوسکتی ہے۔ (واللہ اعلم)

غالبا اسی وجہ سے اہلِ تشیع بیبی کی ولادت بعثت کے 2 سے 5 سال بعد بتاتے۔ بہرحال اگر "نطفہ" والی بات درست ہے تو کم سے کم ایک بات کنفرم ہوجاتی کہ معراج بعثت کے ابتدائی سالوں میں ہوگیا تھا، غالبا نبوت کے علی الاعلان (سورہ حجر: 94) سے پہلے۔

دوسرا اس روایت سے یہ بھی ثابت ہوجاتا کہ انسان کی غذا کا انسان کی اولاد سے گہرا تعلق ہے۔ جب جنت کی غذا کھائی تو اس سے خاتونِ جنت پیدا ہوئی، تو اس طرح انسان اگر صحت مند غذا نہ کھائے یا حرام غذا ہو یا حرام کی کمائی کی ہو تو پھر اس کا اثر انسان کی اولاد پر بھی ہوسکتا۔ (واللہ اعلم)

قرآن کی تنزیلی پہلی سورہ میں نماز کا ذکر

📖 یہ سورہ مبارکہ اگر آخر تک پہلی وحی ہے تو اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نزول وحی سے پہلے علی الاعلان نماز پڑھتے تھے۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رسالت سے پہلے نبوت کے درجے پر فائز تھے۔ یہ بات کہ نماز ابتدائے بعثت میں فرض نہ تھی، بعد میں شب معراج فرض کی گئی ہے۔ یہ پانچ اوقات کی نمازوں کے بارے میں ہے جو شب معراج فرض کی گئی ہیں لیکن بعثت سے پہلے آپ (ص) کا نماز پڑھنا ثابت ہے۔ معراج سے پہلے نازل ہونے والی سورتوں میں سجدے پر مشتمل نماز کا ذکر ملتا ہے نیز روایت میں ہے کہ معراج سے پہلے آپؐ، حضرت علی علیہ السلام اور حضرت خدیجۃ الکبری سلام اللہ علیہا کے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے۔

۲. یَنْھَی: نماز سے روکنے والا ابوجہل تھا۔ اس نے نماز کی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ گستاخی کرنے کا تہیہ کیا ۔ چنانچہ وہ گستاخی کے ارادے سے نزدیک گیا پھر یکایک واپس ہوا۔ وجہ پوچھی تو ابوجہل نے کہا: میں نے اپنے اور محمدؐ کے درمیان آتش کے شعلوں کی خندق حائل دیکھی۔ اس سے گھبرا کر واپس ہوا ہوں۔ (کوثر)

✎ ابو جھل :(فرعون امت محمد) مولا نبیﷺ کے والدکے کزن تھے، ابولحکم انکی کنیت تھی، پر نبی پاکﷺ نے ابوجھل کے لقب سے نوازا۔

11- أَرَءَيْتَ إِن كَانَ عَلَى ٱلْهُدَىٰٓ ١١

کیا تم نے دیکھا کہ اگر وہ (بندہ) ہدایت پر ہوتا۔

(اظھر)

- طغیان کی نفسیات کی خاصیت یہ ہے کہ وہ حق و باطل کے معیار کو نظرانداز کرکے صرف اپنی انا کو اہمیت دیتی ہے۔
- آیت ایک نفسیاتی سوال اٹھاتی ہے کہ جو لوگ نیکی سے روکتے ہیں، وہ کبھی یہ احتمال کیوں نہیں سوچتے کہ جن کو وہ روک رہے ہیں وہ حق اور ہدایت پر ہوں؟
- درحقیقت سرکشی (طغیان) انسان کی بصیرت چھین لیتی ہے۔

12- أَوْ أَمَرَ بِٱلتَّقْوَىٰٓ ١٢

یا تقویٰ کا حکم دیتا۔

(اظھر)

(البقرة، 2:177)
...وَلَٰكِنَّ ٱلْبِرَّ مَنِ ٱتَّقَىٰ...
"بلکه اصل نیکی تو اسی کی ہے جو تقویٰ اختیار کرے۔"
◄ نیکی کی اصل روح تقویٰ ہے اور اس کا حکم دینا سب سے اعلیٰ اخلاق عمل ہے۔

(المائدة، 5:2)
...وَتَعَاوَنُواْ عَلَى ٱلْبِرِّ وَٱلتَّقْوَىٰ وَلَا تَعَاوَنُواْ عَلَى ٱلْإِثْمِ وَٱلْعُدْوَٰنِ...
"اور نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرو، گناہ اور زیادتی میں مدد نہ کرو۔"

◀ تقویٰ کا حکم دینا دراصل نیکی اور خیر کے کاموں میں تعاون ہے۔

13۔ أَرَءَيْتَ إِن كَذَّبَ وَتَوَلَّىٰٓ ١٣

مجھے بتاؤ کہ اگر وہ (دوسرا) شخص تکذیب کرتا ہے اور منہ پھیرتا ہے؟

(بلاغ القرآن)

(القیامة، 75:31–32)
فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلَّىٰ ۝ وَلَٰكِن كَذَّبَ وَتَوَلَّىٰ
"نہ تو اُس نے (حق کو) مانا اور نہ نماز پڑھی۔ بلکہ جھٹلایا اور منہ موڑا۔"
◀ جھٹلانا اور منہ موڑنا کفار کا مشترکہ رویہ رہا ہے۔

(اللیل، 92:15–16)
لَا يَصْلَىٰهَآ إِلَّا ٱلْأَشْقَى ۝ ٱلَّذِى كَذَّبَ وَتَوَلَّىٰ
"اس (جہنم) میں صرف وہی داخل ہوگا جو بڑا بدبخت ہے۔ جس نے (حق کو) جھٹلایا اور منہ پھیرا۔"
◀ جھٹلانے اور منہ موڑنے کا انجام سخت عذاب ہے۔

(المدثر، 74:23)
ثُمَّ أَدْبَرَ وَٱسْتَكْبَرَ
"پھر اس نے منہ پھیرا اور تکبر کیا۔"
◀ منہ موڑنا اور تکبر ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔

(السجدة، 32:22)
وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّن ذُكِّرَ بِـَٔايَٰتِ رَبِّهِۦ ثُمَّ أَعْرَضَ عَنْهَآ ۚ إِنَّا مِنَ ٱلْمُجْرِمِينَ مُنتَقِمُونَ
"اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جسے اس کے رب کی آیات کے ذریعے نصیحت کی جائے پھر وہ منہ پھیر لے۔ بے شک ہم مجرموں سے انتقام لیں گے۔"
◀ منہ پھیرنا بدترین ظلم قرار دیا گیا۔

⇦ **پہلے جھٹلانا (کذب) آتا ہے، یعنی حق کو جانتے ہوئے انکار۔**

⇦ **پھر منہ پھیرنا (تولیٰ) آتا ہے، یعنی اس حق کی طرف سے لاتعلقی۔**

◀ **یہاں انسانی رویے کا نفسیاتی تجزیہ موجود ہے:**

- پہلے انسان حق کی تکذیب کرتا ہے، پھر شرمندگی یا تکبر کی وجہ سے اس سے مزید دوری اختیار کرتا ہے۔

14۔ أَلَمْ يَعْلَم بِأَنَّ ٱللَّهَ يَرَىٰ ١٤

کیا یہ جانتا نہیں کہ اللہ دیکھ رہا ہے!

(اسرار احمد)

(البلد، 90:7)
أَيَحْسَبُ أَن لَّمْ يَرَهُۥٓ أَحَدٌ
"کیا وہ سمجھتا ہے کہ اُسے کسی نے نہیں دیکھا؟"

(النساء، 4:108)
يَسْتَخْفُونَ مِنَ ٱلنَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُونَ مِنَ ٱللَّهِ وَهُوَ مَعَهُمْ إِذْ يُبَيِّتُونَ مَا لَا يَرْضَىٰ مِنَ ٱلْقَوْلِ ۚ وَكَانَ ٱللَّهُ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطًا
"وہ لوگوں سے تو چھپتے ہیں مگر اللہ سے نہیں چھپ سکتے، وہ ان کے ساتھ ہوتا ہے جب وہ راتوں کو ایسی باتوں کی سرگوشیاں کرتے ہیں جنہیں اللہ ناپسند کرتا ہے۔ اور اللہ ان کے تمام اعمال کو گھیرے ہوئے ہے۔"

(الفجر، 89:14)
إِنَّ رَبَّكَ لَبِٱلْمِرْصَادِ
"بے شک تیرا رب گھات لگائے ہوئے (نگرانی کر رہا) ہے۔"

(آل عمران، 3:163)
وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ
"اور اللہ سب کے اعمال پر نظر رکھتا ہے"

(ق، 50:16)
وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهِ نَفْسُهُ ۖ وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ
"اور ہم نے انسان کو پیدا کیا اور ہم جانتے ہیں جو اُس کے دل میں وسوسے آتے ہیں، اور ہم اس کی رگِ جان سے بھی زیادہ قریب ہیں۔"

- انسان کے برے اعمال کے پیچھے بنیادی وجہ یہ ہوتی ہے کہ وہ اللہ کی نگاہِ نگرانی سے خود کو غافل کر لیتا ہے۔ یہ آیت اسی غفلت کی نفسیات کو جھنجھوڑتی ہے۔

- یہاں "یَرَىٰ" کا لفظ اہم ہے، یعنی اللہ صرف جانتا نہیں بلکہ دیکھ رہا ہے۔ اس سے مراد عمل کا براہِ راست مشاہدہ ہے۔

- یہ آیت مؤثر ترین اخلاقی تربیت ہے کیونکہ انسان جب جان لے کہ اُس کا ہر عمل اللہ کی براہِ راست نظر میں ہے تو وہ لازماً خوف و حیا کے ساتھ زندگی گزارے گا۔

- سرکشی (طغیان) کے پیچھے بنیادی وجہ اللہ کی نگرانی کے احساس کا فقدان ہے۔ یہی وہ رویہ ہے جسے قرآن اس آیت کے ذریعے درست کرتا ہے۔

15۔ كَلَّا لَئِن لَّمْ يَنتَهِ لَنَسْفَعًۢا بِٱلنَّاصِيَةِ ١٥

ہرگز نہیں! اگر یہ باز نہ آیا تو ہم گھسیٹیں گے اس کی پیشانی کے بال پکڑ کر۔

(اسرار احمد)

(الرحمن، 55:41)

يُعْرَفُ ٱلْمُجْرِمُونَ بِسِيمَـٰهُمْ فَيُؤْخَذُ بِٱلنَّوَٰصِى وَٱلْأَقْدَامِ

"مجرم اپنے چہروں سے پہچان لیے جائیں گے، پھر انہیں پیشانیوں اور پاؤں سے پکڑ کر (گھسیٹا جائے گا)۔"

(الدخان، 44:47–48)

خُذُوهُ فَٱعْتِلُوهُ إِلَىٰ سَوَآءِ ٱلْجَحِيمِ ۝ ثُمَّ صُبُّوا۟ فَوْقَ رَأْسِهِۦ مِنْ عَذَابِ ٱلْحَمِيمِ

"اس کو پکڑو، پھر گھسیٹتے ہوئے جہنم کے بیچ لے جاؤ، پھر اس کے سر پر کھولتے ہوئے پانی کا عذاب ڈالو۔"

(الحاقة، 69:30–32)

خُذُوهُ فَغُلُّوهُ ۝ ثُمَّ ٱلْجَحِيمَ صَلُّوهُ ۝ ثُمَّ فِى سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُونَ ذِرَاعًا فَٱسْلُكُوهُ

"پکڑو اسے، پھر اسے طوق پہناؤ، پھر جہنم کی آگ میں جھونک دو، پھر ستر ہاتھ لمبی زنجیر میں جکڑ دو۔"

16۔ نَاصِيَةٍ كَـٰذِبَةٍ خَاطِئَةٍ ١٦

پیشانی، جھوٹے، خطاکار (کی)۔

(اظہر)

(الجاثیہ، 45:7)

وَيْلٌ لِّكُلِّ أَفَّاكٍ أَثِيمٍ

"ہلاکت ہے ہر جھوٹ گھڑنے والے اور گناہگار کے لیے۔"

- یہاں نفسیاتی طور پر سرکش شخص کی انا کو چیلنج کیا گیا ہے کیونکہ پیشانی (ناصیہ) انسانی غرور، وقار اور عزت کا مقام سمجھی جاتی ہے۔
- گویا اللہ تعالیٰ یہ واضح کر رہا ہے کہ جو خود کو بڑا اور طاقتور سمجھ کر اللہ کی عبادت سے روکے گا، اس کا انجام سخت ذلت اور بے بسی ہوگا۔

17۔ فَلْيَدْعُ نَادِيَهُ ١٧

پھر بلالے اپنے حامیوں کو۔

(اظہر)

(القمر، 54:44)

أَمْ يَقُولُونَ نَحْنُ جَمِيعٌ مُّنتَصِرٌ

"کیا یہ کہتے ہیں کہ ہم بڑی متحد جماعت ہیں جو ضرور غالب آئے گی؟"

📖 ہم بھی جہنم کے موکلوں کو بلائیں گے کہ اسے گھسیٹ کر جہنم کی طرف لے جائیں تو یہ موکلین لپک کر آ جائیں گے اور اسے جہنم کی آگ میں پھینک دیں گے۔ چنانچہ فرمایا:

عَلَيهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ... (تحریم، 66:6)اس (جہنم) پر تندخو اور سخت مزاج فرشتے مقرر ہیں۔(کوثر)

◄ یہ آیت واضح کرتی ہے کہ انسان کا غرور اور سرکشی اُس کی جماعت یا گروہ کی وجہ سے ہوتی ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ لوگ یا اقتدار اس کا تحفظ کریں گے، لیکن اللہ کے عذاب کے سامنے یہ طاقت بے حیثیت ہے۔

◄ اس میں ایک واضح اخلاقی سبق ہے کہ دنیاوی طاقت کبھی بھی حقیقی پناہ گاہ نہیں ہو سکتی۔ صرف اللہ کی پناہ ہی حقیقی ہے۔

18- سَنَدْعُ ٱلزَّبَانِيَةَ ١٨

ہم بھی بلا لیں گے جہنم کے فرشتوں کو۔

(اسرار)

(المدثر، 74:30–31)

عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ۝ وَمَا جَعَلْنَآ أَصْحَـٰبَ ٱلنَّارِ إِلَّا مَلَـٰٓئِكَةً...

"اس (جہنم) پر انیس (فرشتے) مقرر ہیں، اور ہم نے جہنم کے نگہبان صرف فرشتے ہی مقرر کیے ہیں۔"

(التحریم، 66:6)

...عَلَيْهَا مَلَـٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُونَ ٱللَّهَ مَآ أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ

"اس (جہنم) پر سخت مزاج اور شدید (سخت دل) فرشتے مقرر ہیں، جو اللہ کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتے اور وہی کرتے ہیں جو انہیں حکم دیا جاتا ہے۔"

📖 ابوجھل نے کہا تم مجھے ڈراتے ہو حالانکہ اس وادی میں سب سے زیادہ میرے حمایت کار اور ہم نیشن ہیں۔

(خدا جواب دیتا ہے) تم اپنے ہم نشینوں کا بلا لائو ہم اپنے جھنم کے داروغوں کو بلائیں گے پھر پتہ چل جائے گا کہ میدان کس کے ہاتھ میں ہے.. (فیضان الرحمٰن)

19۔ كَلَّا لَا تُطِعْهُ وَٱسْجُدْ وَٱقْتَرِب ۩ ١٩

کوئی بات نہیں ! (اے نبی ﷺ) آپ اس کی بات نہ مانیے آپ سجدہ کیجیے اور (اللہ سے اور) قریب ہوجایئے!

(اسرار احمد)

(الفرقان، 25:63)
وَعِبَادُ ٱلرَّحْمَـٰنِ ٱلَّذِينَ يَمْشُونَ عَلَى ٱلْأَرْضِ هَوْنًا...
"اور رحمٰن کے (سچے) بندے وہ ہیں جو زمین پر عاجزی سے چلتے ہیں..."

(السجدة، 32:15–16)
إِنَّمَا يُؤْمِنُ بِـَٔايَـٰتِنَا ٱلَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوا۟ بِهَا خَرُّوا۟ سُجَّدًا...
"ہمارے (سچے) آیات پر وہی ایمان لاتے ہیں، جب انہیں یاد دلایا جائے تو وہ سجدہ میں گر پڑتے ہیں..."

(النجم، 53:62)
فَٱسْجُدُوا۟ لِلَّهِ وَٱعْبُدُوا۟
"پس اللہ کے لیے سجدہ کرو اور اس کی عبادت کرو۔"

(الانشقاق، 84:21)
وَإِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ ٱلْقُرْءَانُ لَا يَسْجُدُونَ
"اور جب ان پر قرآن پڑھا جاتا ہے تو وہ سجدہ نہیں کرتے۔"

🕮 اَقْرَبُ مَا يَكُونُ الْعَبْدُ اِلَى اللهِ وَ هُوَ سَاجِدٌ.... (الکافی۔۳: ۳۴)بندہ سجدے کی حالت میں اللہ سے زیادہ نزدیک ہوتا ہے۔ (کوثر)

◀ یہ آیت نبی کریم ﷺ کو ہمت، استقلال اور روحانی عظمت عطا کرتی ہے، اور ان کے ماننے والوں کو یہی پیغام دیتی ہے کہ:

طغیان کا جواب بندگی ہے،

ظلم کا جواب اللہ کی طرف جھکنے سے دیا جائے۔

درسِ سورۃ

✎ رب العالمین نے انسان کو خلق کیا۔

رب العالمین نے انسان کو پڑھایا۔

رب العالمین نے انسان کو سکھایا۔

رب العالمین نے انسان کو دولت سے مستغنی کیا۔

اب بندے کو چاہیے کہ

اس کی ربوبیت کو تسلیم کرے

نماز پڑھے، نفاق کرے، تقوٰی اختیار کرے، اور اس کے حضور سجدہ ریز ہوجائے۔

اور اللہ تو ہر حال میں بندے پر نظر رکھے ہوئے ہے (آیت 14)۔

🧭 سورۃ العلق: فکری خلاصہ و ترتیب

🟩 پہلا حصہ: وحی، علم، اور انسان کی تخلیق (آیات 1–5)

یہ آیات **اسلامی فکر کا علمی و روحانی آغاز** ہیں۔

📌 **موضوع:**

→علم کا ماخذ اللہ ہے

→انسان کی تخلیق کمزوری سے ہوئی

→قلم، تحریر، علم اور شعور ربّ کی نعمتیں ہیں

🟥 دوسرا حصہ: انسان کی فطری سرکشی (آیات 6–8)

📌 **موضوع:**

→علم اگر اللہ سے منقطع ہو، تو **طغیان** بن جاتا ہے

→انسان کی سرکشی کی جڑ: خود کو خودکفیل سمجھنا

→علاج: واپسی کا یقین (معاد کا تصور)

🟧 تیسرا حصہ: ظالم کی نفسیات اور اس کا انجام (آیات 9–18)

📌 **موضوع:**

→نیکی سے روکنے والے کا باطنی فساد

→اللہ کی نگرانی اور انجام کی وعید

→ظاہری طاقت (نادیہ) کچھ نہیں، اللہ کے فرشتے غالب ہیں

🟦 چوتھا حصہ: بندگی کا پیغام (آیت 19)

📌 **موضوع:**

→نجات کا راستہ:

نفیِ طغیان + اثباتِ بندگی + قربِ الٰہی

🔄 فکری بہاؤ:(Thematic Flow)

1. **علم و تخلیق**
2. **انسانی غرور**
3. **نیکی سے دشمنی**
4. **الٰہی گرفت و جوابدہی**
5. **نجات: سجدہ و قرب**

🌟 روحانی سبق:

جس انسان کو ربّ نے "اقْرَأْ" کا خطاب دے کر شعور دیا،
اگر وہ **اللہ سے کٹ جائے** تو "لَيَطْغَىٰ" بن جاتا ہے۔

اور جسے سجدہ کی طرف رجوع نصیب ہو جائے،
وہی اصل میں **"وَاقْتَرِبْ" — اللہ کے قریب ہونے والا** بنتا ہے۔
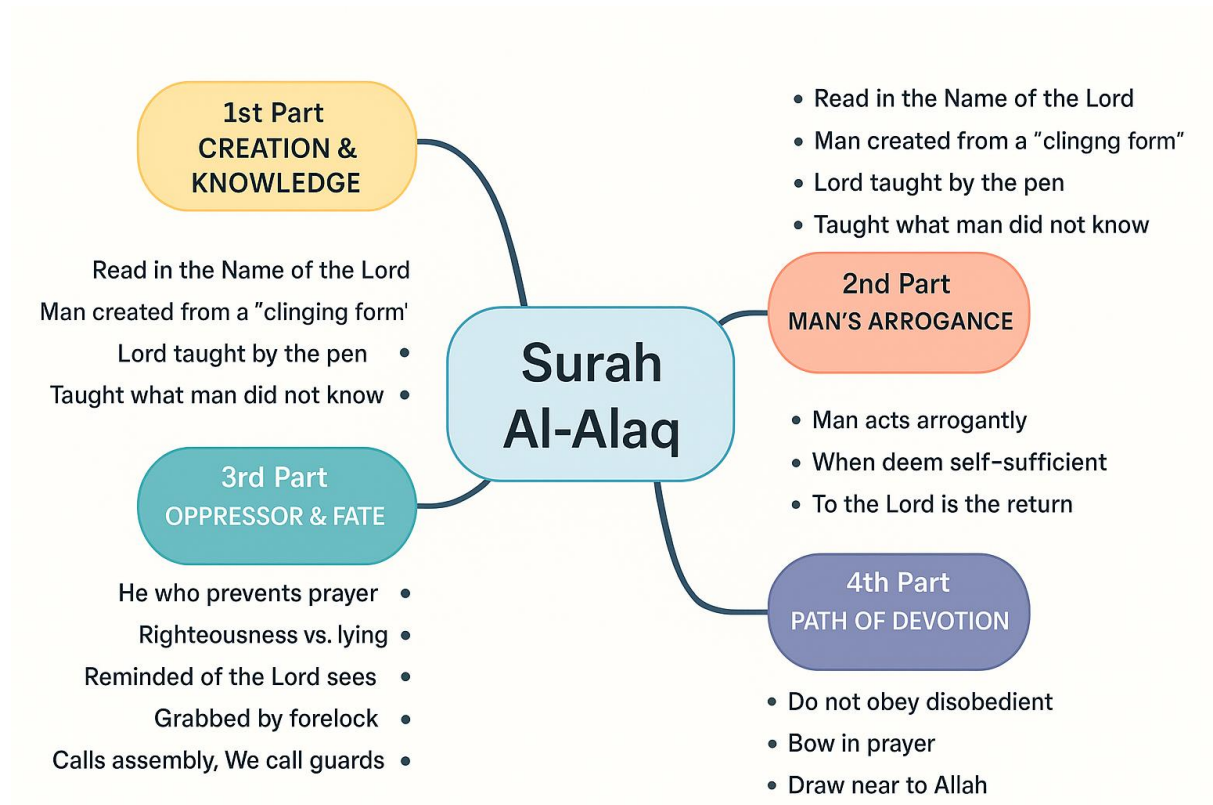
الحمد للّٰہ رب العٰلمین

وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۚ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ

اظھر حسین ابڑو (اللَّهُمَّ ٱغْفِرْ لَهُ وَٱرْحَمْهُ وَعَافِهِ وَٱعْفُ عَنْهُ)

14 اپریل 2024

25 جولاء 2025